بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

الفضل

روزنامہ

ربوہ

یوم دوشنبہ

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

فی پرچہ ۱۵ پیسے

قیمت

جلد ۵۸/۲۳ | ۲۰ جمادی الاوّل ۱۳۸۹ھ - ۵ ظہور ۱۳۴۸ ہش - ۵ اگست ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۸۰

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے

نماز کا مغز اور رُوح وہ دعا ہے جو ایک لذّت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے

"مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہانتک کہ اُس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اُس کو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے نماز کے وقت ذہن میں اور ساری طاقتوں کے رُجحان میں سرور کا حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذّت حاصل ہو تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذّت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اُس سے ہوتے ہیں اور احسان پیشِ نظر رہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ۔ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذّات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور بُرائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ رُوح اور راستی کیساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ اُنکی رُوح مُردہ ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام حسنات نہیں رکھا۔ اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا اَلصَّلٰوۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنے وہی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حُسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی رُوح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً بُرائیوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور رُوح وہ دعا ہے جو ایک لذّت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۶۳-۱۶۴)

اخبارِ احمدیہ

مری ۲ ظہور (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کل نماز جمعہ مسجد احمدیہ کلڈنہ میں پڑھائی۔ حضور نے اپنے گزشتہ خطبات کے تسلسل میں اسلام کے اقتصادی نظام کے متعلق مضمون کے بقیہ حصّہ کو بیان کرنے کی بجائے نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم اور آپ کے رحمۃٌ للعالمین ہونے پر ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمیں اِس زمانے میں اسلام کے دوبارہ احیاء اور اکنافِ عالم میں اس کی وسیع اشاعت کی مقدس ذمّہ داری سونپی گئی ہے۔ اس کی بجا آوری اِس بات کی متقاضی ہے کہ ہم رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم اور رحمتِ مجسم کی ظلیّت و اتباع میں اپنے اندر بہترین اخلاق پیدا کریں کیونکہ ہلاکت و تباہی کے کنارے کھڑی بھولی بھٹکی انسانیت کو حلقہ بگوشِ اسلام بنا کر خدائے حی و قیوم سے ان کا تعلقِ محبت و عبودیت قائم کرنے کا یہی ایک زبردست ہتھیار اور مؤثر ذریعہ ہے۔

حضور کا یہ پُر معارف خطبہ آدھ گھنٹہ تک جاری رہا اس کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں تشریف فرما رہے اور احباب سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مقامی جماعت کے علاوہ لاہور۔ وزیر آباد۔ راولپنڈی۔ ایبٹ آباد اور کئی دوسری جماعتوں سے بھی دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور نے مسجد سے واپس تشریف لاتے وقت احباب کو از راہِ شفقت مصافحہ کا بھی شرف بخشا۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

حضور ایدہ اللہ کی ڈاک آئندہ مری کے پتہ پر ارسال نہ کی جائے

احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ آئندہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خطوط مری کے پتہ پر ارسال نہ کئے جائیں اب ڈاک ربوہ کے پتہ پر ہی آنی چاہیئے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۵ ظہور ۴۸ ۱۳ ہش

مادی ترقی اور اخلاق

امریکی خلابازوں کا چاند پر صعود و نزول آج دُنیا میں نہایت حیرت کا باعث بنا ہوًا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کمال اُنسان کو آج ہی حاصل ہوًا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ انسان ہبوط سے لے کر دانش و حکمت میں اپنی مادی زندگی میں ہر وقت محیّر العقول ایجادات کرتا چلا آیا اور آج جو معمولی باتیں نظر آتی ہیں ان کی ایجاد کے وقت معلومہ دنیا میں اسی قسم کی حیرت زدگی پیدا ہوئی تھی جیسی کہ چاند پر انسان کے جانے سے پیدا ہوئی ہے۔

ذرا غور فرمائیے کہ جس شخص نے سب سے پہلے پانی پینے کے لئے پیالہ ایجاد کیا تھا اس نے کوئی کم حیرت ناک کام نہیں کیا تھا۔ پیالہ کی ایجاد سے لے کر چاند پر جانے تک جو کچھ انسان نے علوم و فنون میں حیرت انگیز ایجادیں کی ہیں ان کی لسٹ تیار کرنا بھی آج شاید مشکل ہو۔ بائیسکل کی ایجاد کو دیکھ لیجئے اس ایجاد سے پہلے کوئی انسان خیال نہیں کر سکتا تھا کہ آگے پیچھے دو پہیوں کی ایسی گاڑی بن سکتی ہے جس کو توازن قائم رکھ کر سفر کی رفتار کو تیز تر کیا جا سکتا ہے، گھوڑے کی سواری سفر کے لئے کوئی معمولی ایجاد نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تو اسی ضمن میں انسان کی سواریوں کے متعلق ایک لامتناہی نسبت دے دی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اونٹ گھوڑے خچر وغیرہ کے علاوہ اور بھی سواریاں اللہ تعالےٰ دے گا۔

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(ترجمہ) اور اسنے گھوڑوں خچروں اور گدھوں کو (بھی) تمہاری سواری کیلئے اور نیز زینت (و شان) کیلئے (پیدا کیا ہے) اور (آئندہ بھی) وہ (تمہارے لئے سواری کا مزید سامان) ...

پھر اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ میں بھی یہ اشارہ ہے کہ ایسی سواریاں نکل آئیں گی کہ اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔ ریل گاڑی پھر موٹریں اور آج ہوائی جہاز اور خلائی جہاز یہ سواریاں ہی تو ہیں جن کی بشارت اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی کائنات جس طرح غیر محدود ہے اسی طرح انسان کی مادی ترقی بھی غیر محدود ہے۔ اور انسان عقل اور محنت سے کیا کچھ نہیں کر سکتا۔

بیشک انسان نے اس زمانہ میں تھوڑے عرصہ میں غیر محدود مادی ترقی کی ہے اس لئے انسان کا سائنسی علوم کی ترقی سے چاند پر جانا اور دوسرے سیاروں پر جانے کے ارادے کرنا غور سے دیکھا جائے کہ موجودہ حالات میں اتنا محیّر العقول بھی نہیں ہے خاص کر جب اس کارنامہ کو اللہ تعالےٰ کے اس پُر حکمت کارخانۂ کائنات کی وسعتوں کے مقابل رکھ کر دیکھا جائے تو یہ کارنامہ ان کے مقابلہ میں اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتا جتنی حیثیت ایک بچے کا کھلونا انسان کے چاند پر اُترنے کے مقابلہ میں رکھتا ہے۔

بات یہ ہے کہ آج ایسے حقیقی دانشور دنیا میں موجود ہیں جو انسانی زندگی کی حقیقت پر نگاہ رکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ چاند پر اُترنا بڑا عظیم کارنامہ سہی۔ مان لیا۔ مگر کیا مادی ترقی کے اس مقام پر پہنچنے کے ساتھ انسان انسانیت میں بھی اتنی نہ سہی اس سے آدھی - آدھی نہ سہی اس سے پاؤ۔ اتنی بھی نہ سہی ہزارواں لاکھواں حصہ بھی انسانیت میں ترقی ہوئی ہے۔

یہ درست ہے کہ آج یو۔ این۔ او کی سطح پر اور مختلف اقوام کے دلوں میں دنیا میں امنِ عالم کا خیال پیدا ہو گیا ہے اور اس کا زبانوں پر چرچا بھی بڑا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انسان نے عملاً لاکھویں بلکہ کروڑویں حصہ تک بھی اس طرف اقدام کیا ہے۔

انسانیت میں ترقی تو کیا حقیقت یہ ہے کہ انسانیت میں انسان نے اتنی تیزی کے ساتھ ترقی معکوس کی ہے جتنی تیزی کے ساتھ اس نے مادی ترقی کی ہے۔ کیا آج ان اقوام نے جو زیادہ ترقی یافتہ کہلاتی ہیں زندگی کی ہلاکت کے سامان ذخیرہ نہیں کر رکھے۔ ایٹم کی طاقت کے علاوہ کیا جراثیمی جنگ کے لئے تیاریاں نہیں کی جا رہیں۔ کیا آج دُنیا کو یہ خدشہ نہیں لگا ہوًا ہے کہ کسی دن یہی ترقی یافتہ اقوام کرۂ ارض کو ہی زندگی کے لئے نہ صرف ناقابلِ رہائش بنا سکتے ہیں بلکہ اس کو ہیولیٰ میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ کیا اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ چاند پر اُتر جانا کوئی بڑا عظیم کارنامہ نہیں ہے خاص کر اس حالت میں کہ انسان نے نہ صرف انسانیت میں ترقی نہیں کی بلکہ رہی سہی انسانیت کو بھی گھن کا کیڑا لگا دیا ہے جو اس کو سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ اسی تیزی سے چاٹ رہا ہے جس تیزی سے مادی ترقی ہو رہی ہے۔ فرض کیجئے کہ انسان شاید ایسی حماقت نہ بھی کریں کہ کرۂ ارض کی ہستی ہی مٹا دیں۔ مگر جس اخلاقی پستی کی گہرائیوں میں یہ سائنسی ترقی انسان کو بالواسطہ یا بلاواسطہ اتار رہی ہے۔ وہی میں اُتر جانا کیا انسان کا چاند پر پہنچ جانا اس کا بدل ہو سکتا ہے ؎

نہ اُترے اپنے دل میں تم کہ خود ہی چاند بن جاتے
خلابازو اگر تم چاند پر اُترے تو کیا اُترے

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سائنسی کمالات کی تحقیر کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کے چاند پر اُترنے پر ہم احساسِ کمتری کے شکار ہو گئے ہیں۔ حاشا وکلّا۔ ہم امریکہ روس اور دیگر ممالک کی سائنسی ترقیوں کو بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت سمجھتے ہیں لیکن ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک عام انسان جس نے اللہ تعالےٰ کے اس کلام کے معنی کو پا لیا ہے

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

جو معیارِ اخلاق کی حقیقت کو پا گیا ہے اس نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جو چاند پر اُترنے سے عظیم تر ہے ؏

وعدہ

تجھ سے اے مہدیٔ دوراں ہے ہمارا وعدہ
کُفر کی جیت کے سامان نہ ہونے دیں گے
کر کے چھوڑیں گے اُسے خونِ جگر سے شاداب
تیرا گُلشن کبھی ویران نہ ہونے دیں گے

پھر ہوئی عظمتِ اسلام کی دُنیا قائل
یہ فقط تیری عنایت ہے، یہ احساں تیرا
ساری دُنیا بھی اگر ہم سے چھڑانا چاہے
ہم نہ چھوڑیں گے کبھی ہاتھ سے داماں تیرا

(ڈاکٹر محمود الحسن امین آبادی۔ لاہور چھاؤنی)

دعا کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایمان افروز تشریحات

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایچ۔ اے سابق مبلغ سنگاپور و افریقہ

تحریک جدید کے انیس مطالبات میں سے ایک مطالبہ دعا بھی ہے۔ جو ایک لحاظ سے تمام مطالبات میں سے ایک اہم ترین مطالبہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ سے دعاؤں اور التجاؤں کے بغیر ہماری ہر قربانی ہر عمل ہر نیک کام اور ہر کوشش خواہ وہ کتنی بھی بڑی ہو ہیچ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی خاص توجہ اور نصرت و تائید کے بغیر ہمارا کوئی فعل اور کوئی کام بھی کامیابی سے انجام نہیں پا سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ خدائی تائید و نصرت خدا تعالےٰ کے حضور رحم و تضرع اور دعا کئے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

پس اسلام کی کامیابی اور مکمل غلبہ کے لئے دعا ہمارے چندوں اور مالی و جانی قربانیوں سے زیادہ ضروری ہے۔ لہذا متواتر الحاح و سوز اور سچے دل سے دعا کرنا نہ صرف ان کے لئے فرض ہے۔ جو اپنی مالی مشکلات اور کمی کے باعث تحریک جدید کا چندہ باقاعدہ ادا نہیں کر سکتے۔ یا ان کی آمد کی کوئی صورت نہیں ہے۔ بلکہ دعا ان پر بھی ویسے ہی فرض اور واجب ہے۔ جو تحریک جدید کے چندوں میں باقاعدہ حصہ لے رہے ہیں۔

دعا کے مطالبہ کی اہمیت کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کے ان نادار دوستوں کے متعلق جو چندہ تحریک ادا کرنے سے قاصر ہیں فرماتے ہیں:۔

"اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے اس میں (یعنی تحریک جدید کے چندوں میں) حصہ نہیں لے سکا۔ تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے۔ اسی نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔"

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۶۱ء)

گویا حضور رضی اللہ عنہ کے نزدیک تحریک جدید کے مطالبۂ دعا کے پیش نظر تحریک کی کامیابی اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے متواتر دعا کرنے والے دوست نظام وصیت کی بنیادیں مضبوط کرنے کا موجب ہوں گے۔

پس مجاہدین تحریک جدید یعنی تحریک کے چندے باقاعدہ ادا کرنے والوں اور اس مالی قربانی میں نہ شامل ہو سکنے والوں سب کے لئے ضروری ہے۔ کہ شب و روز دعاؤں میں لگے رہیں۔ اور دعا پر ان کو خاص اعتماد اور وثوق حاصل ہو۔ اور اس کی اہمیت سے وہ کماحقہ آشنا ہوں۔

چند شبہات کا ازالہ

دعا کے متعلق بعض دوستوں کے دل میں عدم تجربہ یا کسی اور وجہ سے بعض شبہات اور سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا ازالہ نہایت ضروری ہے۔ تاکہ وہ دوست دعا سے صحیح فائدہ اٹھا سکیں۔ ذیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ملفوظات کی روشنی میں بعض ایسے شبہات اور سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

ہر دعا کیوں قبول نہیں ہوتی

۱۔ بعض لوگ قلت فہم و تدبر سے دعا کے متعلق یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ اب بھی ویسے ہی سنتا اور بولتا اور جواب دیتا ہے جیسے کہ گذشتہ زمانوں میں سنتا بولتا تھا تو پھر وہ قرآن کریم کی آیت ادعونی استجب لکم میں ہر پکارنے والے کی پکار و سوال اور دعا کا جواب دینے کا کھلا کھلا وعدہ کرنے کے باوجود ہمارا کا ہر دعا قبول کیوں نہیں کرتا نیز قبولیت اور عدم قبولیت کے مطابق دعا کرنے والے کو جواب کیوں نہیں دیتا۔ کیونکہ کو ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ ومی کی دعا و پکار کو قبول کر کے اپنا جواب سے نوازتا ہے لیکن بلکہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کی دعا بظاہر رد کی جاتی ہے۔

ہر مخلصانہ دعا نتیجہ پیدا کرتی ہے

اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے کہ ادنےٰ تدبر سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ انسان کی ہر دعا ظاہری رنگ میں قبول نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ انسان اپنے محدود علم اور محدود تجربہ اور عقل کی موجودگی میں کلی طور پر یہ جان ہی نہیں سکتا کہ اس کے لئے کیا چیز مفید اور کیا کیا چیز غیر مفید ہے اسلئے خدائے علیم و خبیر کی اپنی مخلوق سے سچی محبت و ہمدردی کا یہ تقاضا ہے کہ وہ انسان کی وہی دعا قبول کرے جو کہ اس کے لئے مفید نتائج کی حامل ہو اور نقصان دہ نہ ہو۔ پس اگرچہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انسان کی ایسی دعائیں بھی قبول کرے جو اس کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں نقصان رساں ہوں۔ مثلاً اگر ایک ایسا شخص جس کے متعلق اللہ تعالےٰ کو علم ہے کہ وہ اپنے ملک کا حاکم یا بادشاہ بننے کی صورت میں عوام کے حسن سلوک اور انصاف کا برتاؤ نہیں کر سکے گا یہ دعا مانگے کہ خدا مجھے اپنے ملک یا شہر کا حاکم بنا دے تو اللہ تعالےٰ اس کی دعا قبول نہیں کرے گا۔ اسی طرح اگر ایک ایسا مفلوک الحال انسان یہ دعا مانگے کہ خدایا مجھے دولت عطا فرما اور مالا مال کر دے جس نے دولتمند ہو جانے کے بعد گناہ اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جانا ہو اور اللہ تعالےٰ اگر اسے اس ہلاکت سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کی دعا قبول نہیں کرتا تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آئے گا کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے بندوں کی دعائیں نہیں سنتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ سچا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ہر دعا سنتا ہے لیکن اس کے لئے یہ شرط ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت و قرب اور تقوےٰ و توکل اور تبتل الی اللہ کے لحاظ سے ایسے مقام تک پہنچا دے اور اس کا اتنا پیارا بن جائے کہ وہ اس کی کوئی دعا رد نہ کر سکے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسی مقام کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب مومن ایسے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں بطور ایک ہتھیار کے ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اسے اس مومن ہی کے فائدہ کے لئے جس طرح مناسب سمجھتا ہے چلاتا جاتا ہے۔ وہ ایسے مقام پر فائز ہو کر مومن اللہ تعالےٰ سے ایسی دعا مانگ ہی نہیں سکتا جو اس کے لئے یا کسی اور کے لئے غیر مفید ہو یا قابل قبول نہ ہو۔ پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ضرور ان کی ہر دعا قبول فرمائے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا اتنا مقرب بنائیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ایک ہتھیار کی طرح ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کو ان کا اتنا پاس و لحاظ ہو کہ ان کی کوئی دعا رد نہ ہو سکے۔

حدیث میں دعا کی تشریح

دعا ایک عبادت ہے اور حدیث شریف میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سچے دل سے کی ہوئی دعا خواہ کوئی بھی اور کسی کی بھی ہو وہ کسی صورت میں بھی رائیگاں نہیں جاتی۔ اگر وہ قابل قبول ہو تو اپنی ظاہری شکل میں قبول ہو جاتی ہے اور اگر وہ ظاہری طور پر قابل قبول نہ ہو تو بالواسطہ کسی اور رنگ میں قبول ہو جاتی ہے یعنی اسکے بدلے جو چیز اللہ تعالےٰ کے نزدیک دعا گو کیلئے زیادہ مفید ہو وہ اسے مل جاتی ہے یا پھر اس دعا کے بدلے اسکے بعض گناہ اور کمزوریاں معاف کر دی جاتی ہیں یا اسکی اعلیٰ درجہ کی نیکیوں میں وہ دعا بھی شامل کر دی جاتی ہے اور اسطرح اللہ تعالےٰ کے حضور خلوص اور سچے دل سے کی ہوئی دعا کبھی رائیگاں اور بے سود نہیں جاتی بلکہ ہر دعا کسی نہ کسی رنگ میں قبولیت کا شرف پا جاتی ہے اور اس کا کوئی نہ کوئی صلہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مل جاتا ہے پس یہ کہنا درست نہیں کہ بعض دعائیں قبول نہیں ہوتیں

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے (ناظر بیت المال آمد ربوہ)

رائیگاں جاتی ہیں۔

عدم قبولیت میں کدورت و گناہ کا دخل

رہی یہ بات کہ انسان کی جو دعا قابل قبول نہیں ہوتی۔ یا دعا گو کے لئے انجام کار غیر مفید ہوتی ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ دعا کرنیوالے کو خود بتا کیوں نہیں دیتا۔ کہ یہ اس صورت میں قبول نہیں ہوگی یا غیر مفید ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے کہ اللہ تعالےٰ مطلع نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے جس کا اکثر مومنوں کو تجربہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک کو اس کے ظرف اور اپنے ساتھ اس کے تعلق اور قرب کے مطابق کبھی صراحتاً کبھی اشارۃً کبھی کنایۃً اس کی دعا کا حال بتا دیتا ہے۔ یا دل میں ڈال دیتا ہے کہ دعا قابل قبول ہے یا نہیں۔ یا دل میں ڈال دیتا ہے کہ دعا قابل قبول ہے یا نہیں یا دل کی حالت ایسی بنا دیتا ہے کہ ایسے طور پر متواتر سوز و گداز سے دعا ہوتی ہے کہ وہ دعا اللہ تعالےٰ کی طرف بلند ہوتے ہوتے بالآخر قبولیت کا درجہ پا جائے۔

ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جنہیں کسی صورت میں بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملے۔ اور اس میں بھی ان کی اپنی کسی نہ کسی کوتاہی یا کمی یا کمزوری یا دعا کے طریق میں کسی نقص یا کسی بھول، کسی گناہ یا کدورت کا دخل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے دعا صحیح طور پر عالم روحانی لاہوت تک پوری طرح بلند نہیں ہوتی۔ اور منزل مقصود تک نہیں پہنچتی۔ اگر پہنچتی ہے تو کامیابی سے واپس لوٹنے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس لئے دعا کرتے وقت دعا کے شرائط و لوازمات کو پورے طور پر ملحوظ رکھنا۔ اور قبولیت دعا کے لئے ان خاص حالات کا مہیا ہونا یا کرنا نہایت ضروری ہے۔ جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ ورنہ جس طرح ٹیلیفون لائن میں اگر راستہ میں کوئی نقص یا رکاوٹ ہو۔ خواہ وہ کتنی ہی معمولی ہو۔ تو صحیح طور پر گفتگو نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ سے دعا کی لائن کا اور دعا کرنے والے کا روحانی طور پر صحیح سالم اور صاحب تجربہ ہونا اور سب لوازمات دعا کو پورا کرنا ضروری ہے۔

دعا کے شرائط

دعا کرنے کے لوازم اور شرائط میں سب سے اہم اور مقدم تو وہ ہے۔ جو خود اللہ تعالےٰ نے قبولیت دعا کا وعدہ کرتے ہوئے قرآن حکیم میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی میں دعا قبول کرتا ہوں اس شرط پر کہ

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي

کہ وہ دعا کرنے والا میرے احکام اور اوامر و نواہی کی پوری پیروی کرنے والا ہو۔ اور مجھ پر پورا ایمان رکھنے والا ہو۔ اس شرط کو پورا کئے بغیر دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا کے احکام کی پیروی نہ کرنا یا اس کی نافرمانی کرنا اس کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے۔ اور جس سے خدا ناراض ہو اسے قبولیت دعا کا انعام نہیں مل سکتا۔ پس دعا میں قبولیت حاصل کرنے کا صحیح طریق یہ ہے۔ کہ پہلے انسان اپنے ایمان اور اعمال پر غور کرکے دیکھے کہ کوئی فعل اس کا شریعت کے خلاف تو نہیں۔ اور وہ کسی گناہ یا غلطی کا ارتکاب کا عادی تو نہیں۔

پس مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو چاہیئے کہ اگر وہ اپنی دعائیں قبول کروانا چاہتے ہیں۔ تو میری باتیں مان لیا کریں۔ اگر وہ میرے احکام کو قبول کریں گے۔ اور ان پر عمل کریں گے۔ تو ان کی دعائیں میں قبول کرونگا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے آپ کو مومن کا ولی قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ دوست اسے نہیں کہتے جو ہر ایک بات مان لے۔ بلکہ اسے کہتے ہیں جو کچھ مانے اور کچھ منوائے۔

پس اللہ تعالےٰ مومنوں کا ولی اور دوست اسی صورت میں ہے کہ بہت سی باتیں وہ اپنے بندہ کی مان لیتا ہے۔ اور بہت سی باتیں اپنی اس سے منواتا ہے۔ اس آیت میں ولیؤمنوا بی سے مراد صرف عام ایمان نہیں ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ جب انسان دعا کرے۔ تو اسے اس بات پر ایمان کامل اور یقین محکم ہو کہ خدا تعالےٰ دعائیں قبول کرتا ہے۔ یہ کہہ کر یا سمجھ کر ہمت ہار دینے والا نہ ہو۔ کہ یہ کام تو اتنا بڑا ہے۔ اس کے متعلق کہاں دعا سنی جائیگی یا میرے جیسے گنہگار اور عاصی و کمزور اور معمولی انسان کی دعا بھلا کہاں قبول ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے خیال سے بھی دعا میں نقص واقعہ ہو جاتا ہے۔ (باقی)

آپ کے عزم کی ضرورت

روزنامہ الفضل ایک دینی اخبار ہے اس کا باقاعدگی سے مطالعہ بھی آپ کی دینی معلومات بڑھانے کا بہت بڑا موجب بن سکتا ہے۔ اس کے لئے ۵ پیسے روز کا خرچ کوئی ایسا بوجھ نہیں جو ناقابل برداشت ہو صرف آپ کے ارادہ اور عزم کی ضرورت ہے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

هفتہ تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ کے سلسلہ میں

مکرم وکیل المال صاحب تحریک جدید ربوہ کا پیغام

خدام کو یاد ہوگا کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ ان کے خدمت خلق سے تعلق رکھنے والے کاموں کی تعریف فرمائی تھی۔ لیکن ساتھ ہی تحریک جدید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"لیکن یہ کام سب سے مقدم ہے"

اگر حضور رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو جملہ خدام مدنظر رکھیں۔ تو وہ دن کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ فرمان کے مطابق آٹھ لاکھ کا بجٹ پانا آسان ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے آخر ہو کر رہے گا۔ مگر مبارک ہے وہ جو اس کی تکمیل میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے

یہ امر موجب مسرت ہے کہ خدام پہلے کی نسبت تحریک جدید کے مالی جہاد کی طرف اب کچھ توجہ دے رہے ہیں۔ لیکن ابھی ساحل مراد بہت دور ہے ؎

بجوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(خاکسار رشید احمد وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

(مرسلہ مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

وقف جدید کا جمع شدہ چندہ جلد از جلد مرکز میں روانہ کیا جاوے

بعض جماعتوں کے عہدہ داروں کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ان کے پاس وقف جدید کا جمع شدہ چندہ موجود ہے۔ مگر وہ اس انتظار میں ہیں کہ دوسری مدات کے چندے بھی وصول ہو جائیں تو وہ اکٹھی رقم خزانہ میں ارسال کریں۔ یہ طریق درست نہیں۔ وقف جدید کے چندہ کا حساب بالکل علیحدہ ہے۔ اور اس کا اندراج علیحدہ کھاتوں میں ہوتا ہے۔ ازراہ کرم سیکرٹریان مال اور وقف جدید اس امر کی احتیاط فرماویں کہ وقف جدید کے چندے کی رقم خواہ وہ کتنی قلیل کیوں نہ ہو فوراً افسر خزانہ ربوہ بحساب چندہ وقف جدید بھیج دیں۔ اور دفتر ہذا کو اس کی اطلاع دے دی جائے۔

(ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان)

خدمت دین کا وقت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو۔ تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ۔ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں۔"

پس احباب جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ تحریک جدید کے مالی جہاد میں بیش از بیش حصہ لے کر خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے وارث بنیں۔ اور اپنے وعدوں کی رقوم جلد از جلد ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

امانت فنڈ تحریک جدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی۔"

(افسر امانت تحریک جدید)

"وقفِ جدید" احیائے اسلام کا زبردست ذریعہ!

از مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے۔ ناظم مال وقفِ جدید

عموماً دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ وقف جدید کی اہمیت کا احساس ابھی دلوں میں اتنا پختہ نہیں ہوا۔ جتنا کہ اس کا حق ہے یا جتنا یہ عظیم تحریک تقاضا کرتی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختلف تحریکوں اور ذمہ داریوں کی وجہ سے بہت سے احباب نے وقف جدید جیسی عظیم تحریک اور اس کے عظیم الشان مقاصد پر اس نقطۂ نظر سے غور نہیں کیا جس نقطہ نظر سے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا آغاز اور اس کی بنیاد قائم فرمائی تھی واقعہ یہ ہے کہ اگر اس مختصر تحریک کو صحیح رنگ میں عملی جامہ پہنایا جاوے۔ اور اس کے معین مقاصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ دی جاوے تو تھوڑے ہی عرصے میں ایک عظیم معاشرتی اور تعلیمی انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے ایک ایسا انقلاب جس کا ہر پہلو اسلام کی افادیت کو غالب کرنے والا۔ اور ایمان و تنظیم۔ تعلیم و تربیت اور اخلاق و معاشرت کی صحیح اور سچی اسلامی روح پیدا کرنے والا ہو گا۔

۱۹۵۸ء کے شروع میں جب سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے اس بابرکت تحریک کا اعلان فرمایا۔ تو آپ نے اس کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

"میری اس وقف سے غرض یہ ہے کہ تمام پنجاب میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر یعنی دس دس پندرہ پندرہ میل پر ہمارا ایک معلم موجود ہو۔ اور اس نے مدرسہ جاری کیا ہوا ہو یا دکان کھولی ہوئی ہو۔ اور وہ سارا سال اس علاقہ کے لوگوں میں رہ کر کام کرتا رہے۔ گو یہ سکیم بہت وسیع ہے مگر میں نے خرچ کو مدنظر رکھتے ہوئے شروع میں صرف دس واقفین لینے کا فیصلہ کیا ہے ممکن ہے بعض واقفین افریقہ سے لئے جاویں۔ یا اور غیر ملکوں سے بھی لئے جاویں۔ مگر بہرحال ابتداءً دس واقفین سے کی جائے گی۔ اور پھر بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچانے کی کوشش کی جائیگی۔ اس سکیم کی تفصیل یہ ہے کہ ہم اس سکیم کے واقفینِ زندگی کو چالیس ساٹھ روپے ماہوار تک الاؤنس دیں گے جس کے معنے یہ ہیں کہ انتہائی الاؤنس کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی اس سکیم کا خرچ دس معلمین پر ۷۲۰۰/- روپے سالانہ ہوا کرے گا۔ مگر کچھ امداد ہم زمینداروں سے بھی لیں گے اور وہ اس طرح کہ جہاں جماعتیں زیادہ ہوں گی۔ وہاں ہم کوشش کریں گے۔ کہ آٹھ دس ایکڑ زمین اس سکیم کے لئے وقف کر دیں۔ اس مقام پر ہم اپنے واقف زندگی کو ٹھہرائیں گے۔ جو زمین میں باغ لگائے گا۔ اور اس باغ میں اپنا مکان بنائے گا۔ اس مکان کے بنانے میں وہ اس علاقے کے احمدیوں سے کوئی مدد نہیں لے گا۔ ہاں مزدوری وغیرہ کی مدد لے گا یا پرانے درخت تحفہ کے طور پر قبول کرے گا۔ جس سے چھتیں اور دروازے بن سکیں پھر بعض واقفین کو اگر ممکن ہوا تو ہم کچھ ڈاکٹری بھی سکھا دیں گے اور کچھ رقم دواؤں کے لئے بھی دے دیں گے۔ ان کی جو آمد ہوگی وہ ہم انہی پر خرچ کریں گے۔ ان سے خود کچھ نہیں لیں گے۔ اسی طرح ہم بعض واقفین کو کہیں گے کہ وہاں کوئی سکول کھول دیں۔ اور ان میں مدرسہ احمدیہ کا نصاب جو اردو میں ہوگا پڑھانا شروع کر دیں۔ . . . .

اس سکیم کو چلانے کے لئے ان دوستوں سے جو تعاون کے لئے تیار ہوں۔ چھ روپے سالانہ چندہ لیا جاوے گا جسے پھیلا کر آٹھ آنے ماہوار کے حساب سے بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح صرف دس ہزار آدمی مل کر اس سکیم کو پانچ چھ گنا تک وسیع کر سکتے ہیں — اور پھر اس سکیم کو اور بھی پھیلایا جا سکتا ہے۔"

(مطبوعہ الفضل مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۵۸ء)

یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور پورا ہو کر رہے گا

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے اس سکیم کی اہمیت پر اتنا زور دیا۔ اور اس کی افادیت کو اتنا واضح فرمایا کہ آپ نے فرمایا۔ کہ اس سکیم کا خاص تعلق اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائیدات کے ساتھ ہے۔ اور چونکہ اس کی غرض اسلام کی جڑوں کو مضبوط کرنا اور اسلامی تمدن کو استحکام دینا ہے۔ اسلئے یقیناً اللہ تعالیٰ تائیدات آسمانی سے اس مقصد کی حمایت کرے گا۔ آپ نے فرمایا۔

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے۔ اسلئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں تب بھی میں اس فرض کو پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔"

(الفضل مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۵۸ء)

احباب ان الفاظ کی عظمت اور شوکت پر غور کریں اور اس یقین کو دیکھیں۔ جو ان الفاظ کے پیچھے کام کر رہا ہے۔ تو اسلام کے عظیم الشان مستقبل کے متعلق کسی وسوسے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ حضور کا یہ ارشاد کہ ہر دس پندرہ میل کے فاصلے پر ہمارے معلم ہوں۔ جماعت کی اندرونی تنظیم اور استحکام پر دلالت کرتا ہے اور پھر اقتصادی ترقی کی ایسی راہ کھول دیتا ہے۔ جہاں دینی تعلیم اور دنیاوی ترقی ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ احباب جماعت اگر اپنے امام کے فرمودات کی روح کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس سکیم کو لفظاً اور معناً عملی جامہ پہنانے پر کمربستہ ہو جائیں اور اس کے لئے وہ معمولی سی قربانی کریں جس کی تشریح مندرجہ بالا اقتباس میں کی گئی ہے۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس ایثار اور قربانی میں بے اندازہ برکت ڈالے گا اور اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے گا۔ حضورؓ کو خود اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت پر اس قدر یقین تھا کہ حضور نے فرمایا:-

"چند دنوں کی بات ہے۔ اللہ کی رحمت اترنے والی ہے اب یہ ناممکن بات ہے۔ کہ آسمان اپنی مدد کو روک رکھے۔ . . . میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آسمان سے اترے گی۔"

(الفضل مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء)

احباب حضور مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ ارشادات کو پیشِ نظر رکھیں اور اس عظیم الشان تحریک میں دل کھول کر حصہ لیں تاکہ اسلام کے غلبہ کا زمانہ قریب تر آ جائے اور ہم سب اسکے ثمرات کو چکھنے والے ہوں۔ آمین۔

مسجد تعلیم الاسلام کالج ربوہ کیلئے گرانقدر عطیہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے محترم ٹھیکیدار محمد دین صاحب عرب منزل۔ دارالصدر غربی الف ربوہ نے مسجد تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی تعمیر کے سلسلہ میں پانچ ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ پیش کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ احباب دعا فرما دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرماوے اور انہیں اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ دیگر مخیر احباب جماعت اور کالج کے اولڈ بوائز سے بھی استدعا ہے۔ کہ اپنے عطیہ جات جس قدر جلد تر ہو سکے بنام پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ بمد مسجد فنڈ ارسال فرما کر ممنون فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

اطفال کے مرکزی امتحانات ۱۴ اگست کو ہوں گے ہر طفل کا ان امتحانات میں شامل ہونا ضروری ہے۔ (مہتمم اطفال مرکزیہ)

وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن کی سو فیصدی ادائیگی

مندرجہ ذیل احباب نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے اپنے موعودہ عطیہ کی سو فیصدی ادائیگی فرمادی ہے۔ جزاھم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ ان سب مخلصین کو اپنے دینی اور دنیوی انعامات سے سرفراز فرمائے۔ آمین

نمبر شمار	اسماء معطیاں	رقم
۱ -	مکرم چوہدری ثناء اللہ صاحب شبلی فیکٹری ایریا ربوہ	
	منجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .. —	۱۲۰
	” حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام .. —	۱۰۰
	” حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا .. —	۵۰
	” حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ .. —	۵۰
	” حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ .. —	۵۰
	” والد صاحب مرحوم .. —	۴۰
	” والدہ صاحبہ مرحومہ .. —	۴۰
	” بچگان خود آٹھ افراد ہمشیرہ غلام فاطمہ صاحبہ —	۱۰۰
	” خود —	۱۰۰
	کل ایک ہزار روپیہ	
۲ -	خواجہ عبدالرحمٰن صاحب فیکٹری ایریا ربوہ .. —	۵۰
۳ -	خواجہ محمد اکرم صاحب محمد نگر لاہور	دو ہزار روپیہ
	(نوٹ :- الفضل مورخہ ۲۶/۶/۶۹ صفحہ ۹ زیریکا نام خواجہ محمد اکرم پڑھا جائے)	
۴ -	چوہدری بشیر احمد صاحب محمد نگر لاہور	دو ہزار روپیہ
۵ -	مکرم ملک محمد اقبال صاحب بجیردی ” .. —	۵
۶ -	” شیخ مبارک احمد صاحب سیکشن انجینئر ” .. —	۵۰
۷ -	” خواجہ محمد امین صاحب محمد نگر ” .. —	۷۵
۸ -	” راجہ عبدالوہاب ” ” .. —	۵۰
۹ -	” مستری محمد اسحاق صاحب ” ” .. —	۱۰۰
۱۰ -	” مرزا نعیم احمد صاحب ” ” .. —	۱۰۰
۱۱ -	” چوہدری محمد الدین صاحب ہیڈ کلرک بہشتی مقبرہ ربوہ .. —	۵۳
۱۲ -	” مستری جلال الدین صاحب باغبانپورہ لاہور .. —	۷۵
۱۳ -	” چوہدری عبدالغفور صاحب ” ” .. —	۷۰
۱۴ -	” مستری شاہ دین صاحب ” ” .. —	۵۰
۱۵ -	” چوہدری سلطان محمود صاحب انور ربی سلسلہ جہلم .. —	۱۵۰
۱۶ -	” محترمہ بیگم صاحبہ ” ” ” ” .. —	۱۰
۱۷ -	” چوہدری فضل دین صاحب فضل شاپ دارالصدر جنوبی ربوہ .. —	۲۵

اوکاڑہ

۱ -	مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب مرحوم مغفور .. —	۵۰۰
۲ -	” قریشی عبدالقادر صاحب .. —	۵۰۰
۳ -	” چوہدری مسعود احمد صاحب باجوہ معہ بیگم صاحبہ .. —	۶۰۰
۴ -	” بابو ملک محمد امین صاحب .. —	۲۱۳
۵ -	” قریشی عبداللطیف صاحب .. —	۱۵۰
۶ -	” میاں حمید الدین صاحب .. —	۲۰۰
۷ -	” شیخ گلزار احمد صاحب .. —	۱۵۰
۸ -	” ” استاد احمد صاحب .. —	۴۵
۹ -	” ماسٹر محمد شریف صاحب .. —	۱۲۰
۱۰ -	” شیخ عبدالرزاق صاحب .. —	۲۵
۱۱ -	” مستری اللہ رکھا صاحب .. —	۱۰
۱۲ -	” شیخ ظفر احمد صاحب .. —	۱۰
۱۳ -	” سلطان احمد صاحب .. —	۱۰۰

چک ۲۷۰/ب کا چیلو

۱ -	مکرم محمد صدیق صاحب .. —	۵۰ روپے
۲ -	” مقبول احمد صاحب .. —	۳۰ ”
۳ -	” رفیق احمد صاحب ڈسپنسر .. —	۱۰۰ ”
۴ -	” ریشم بی بی صاحبہ .. —	۶
۵ -	” سکینہ بیگم صاحبہ .. —	۶
۶ -	” رحیم بی بی صاحبہ .. —	۶
۷ -	” خورشید بیگم صاحبہ سابق شمس نور صاحبہ .. —	۶

بہاولپور

۱ -	مکرم بشیر الدین صاحب کمال .. —	۱۰۰
۲ -	” قمر الحسن صاحب عابد .. —	۱۵۰
۳ -	” ملک خورشید احمد صاحب .. —	۱۰
۴ -	” فضل الٰہی صاحب .. —	۱۰۰
۵ -	” ملک عبداللطیف صاحب .. —	۶۰
۶ -	” ملک محمد اقبال صاحب .. —	۱۰۰
۷ -	” ملک کریم بخش صاحب اعوان .. —	۱۰۰
۸ -	” چوہدری محمد اکرم صاحب .. —	۵۰

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

کوٹ احمدیاں میں تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۰ جولائی بعد نماز عشاء کوٹ احمدیاں ضلع حیدرآباد میں ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ صدارت کے فرائض مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے ادا کئے تلاوت قرآن کریم مکرم محمد صدیق صاحب نے فرمائی۔ اور مکرم لعل دین صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ عزیز محمد اشرف صاحب نے بھی نظم پڑھی۔ عزیز افضال احمد صاحب اور عزیز شاہد احمد صاحب نے تقاریر کیں۔ آخر میں مولانا غلام احمد صاحب فرخ نے تقریر فرمائی۔ اور قرآن کریم کی آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام بیان فرمایا اور ان پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی جو غیر متوقع حالات میں پوری ہوئیں۔ اور جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہوئی۔ بالآخر جلسہ دعا پر برخواست ہوا۔ جلسہ میں مرد و عورتیں کافی تعداد میں شامل ہوئیں۔

(خاکسار نبی محمد سیکرٹری اصلاح و ارشاد)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قربانی

ارشادات عالیہ حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ

”حضرت ابراہیمؑ کی قربانی ہمیں یہ سبق سکھلاتی ہے کہ اولاد قربانی کرنے سے نسل بڑھتی ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی نسل بڑھے اور پھیلے اور اسے اور اس کی نسلوں کو عزت ملے تو اس کا طریق یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دین کی راہ میں قربان کردے۔ یہ ایک ایسا گر ہے کہ ہمارے دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی نسلیں دنیا پر چھا جائیں اور ہزاروں سال تک ان کا نام عزت کے ساتھ زندہ رہے تو وہ اسوہ ابراہیمی پر عمل پیرا ہوں۔“

(وکالت دیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں۔

16

کائناتِ عظیم

ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے چاند سورج مشرق سے طلوع ہوتے ہیں اور مغرب میں غروب ہو جاتے ہیں۔ بعض ستاروں کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ زمین، سورج کے چاروں طرف گھومتی ہے۔ ہیئت داں کہتے تھے کہ ستارے ثوابت ہیں۔ وہ حرکت نہیں کرتے۔ ہماری زمین حرکت کرتی ہے۔ لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ ستارے بھی حرکت کرتے ہیں وہ ثوابت نہیں ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہماری آنکھیں ستاروں کی معمولی حرکت کو نہیں پکڑ سکتیں۔ ستارے ہم سے بہت دور ہیں بہت ہی دور۔

ہمیں کسی ستارے کا محل وقوع صرف اس وقت قدرے بدلا ہوا معلوم ہوتا ہے جب وہ اپنی جگہ سے اربوں میل دور نکل جاتا ہے۔ اربوں، کھربوں، میل کا فاصلہ ہمیں زمین سے بے نہایت حقیر معلوم ہوتا ہے۔ ان کی اصل حرکت کا پتہ چلتا ہے تو اس وقت جب قوی دوربینوں سے ان کی تصویریں لی جاتی ہیں۔ برسوں کے بعد نئی اور پرانی تصاویر کے تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ کس ستارے نے اپنی جگہ سے کتنی حرکت کی ہے۔

ستارے تمام اطراف میں حرکت کرتے ہیں کبھی اکیلے اور کبھی ہزاروں کی جھرمٹ کی شکل میں بعض ستارے نہایت عظیم رفتار کے ساتھ ہماری جانب آ رہے ہیں اور بعض اتنی ہی تیزی سے ہم سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ جو ستارہ ہماری طرف آ رہا ہے وہ آسمان پر اپنی جگہ بدلتا نہیں دکھائی دیتا۔ صرف اس کی چمک میں کچھ اضافہ ہو جاتا ہے اور جو ستارہ ہم سے دور ہو رہا ہے اس کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔ چمک کی یہ تبدیلیاں اتنی حقیر ہوتی ہیں کہ انہیں ناپنا آسان نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ چمک کی تیزی اور ماندگی ایندھن کے سرعت کے ساتھ جلنے یا ختم ہونے کے سبب ہو۔ اس شک کے مٹانے کے لئے سائنسدان ایک اور طریقہ استعمال کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زیر مشاہدہ ستارہ یا جھرمٹ ہم سے قریب ہو رہا ہے یا دور۔

قریب آنے والے ستارے کی روشنی نسبتاً قدرے نیلی ہوتی ہے اور دور ہونے والے ستارے کی روشنی قدرے سرخ یا سبز معلوم ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے نہایت پیچیدہ آلات استعمال کئے جاتے ہیں بعض ستارے بھی سرخ یا نیلے ہوتے ہیں ان کا انحصار ان کی جسامت پر ہوتا ہے۔

اگرچہ خلائے لامتناہی میں سمت کوئی مفہوم نہیں رکھتی۔ جب ہم دوسرے مجموعہ ہائے نجوم اور سیاروں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ بات نہیں رہتی۔ ان تمام ستاروں سے سرخی جھلکتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ ہم سے دور بھاگ رہے ہیں۔ جس ستارے کا فاصلہ جتنا زیادہ ہے اس کے دور ہونے کی رفتار بھی اتنی ہی زیادہ ہے۔ ستاروں کے ایسے مجموعے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جن کے دور جانے کی رفتار ۹۰ ہزار میل فی سیکنڈ یا اس سے زیادہ ہے۔ ان کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ یعنی دس کروڑ یا اس سے زیادہ۔ یہ تعداد تو مجموعہ ہائے نجوم کی ہے اور ہر مجموعے میں دس کروڑ سے دس ارب تک ستارے شامل ہیں۔

الغرض کائنات کے تمام ستارے ہم سے دور بھاگ رہے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ کائنات باہر پھیل رہی ہے۔ غبارے کی طرح وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایک ایسے غبارے کا تصور کیجئے جس پر کچھ سیاہ نقطے نظر آ رہے ہیں فرض کیجئے ہر نقطہ ایک مجموعہ نجوم کی نمائندگی کرتا ہے۔ ایک نقطہ پر نشان لگا دیجئے یہ ہماری کہکشاں ہے جس میں سورج بھی شامل ہے اگر اس میں غبارے کو پھیلا دیا جائے تو تمام درمیان نقطوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہو جائے گا نہ صرف یہ بلکہ نقطے بھی پھیل کر پہلے سے بڑے ہو جائیں گے۔ مجموعہ ہائے نجوم کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کائنات کی کوئی انتہا ہے کیا ستاروں کا یہ سفر کسی جگہ ختم ہو گا یا یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔ اگر آپ پھر اسی غبارے کا تصور کر لیں تو آپ آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ غبارے کی بھی تو کوئی حد نہیں اگر اس پر کوئی حشرات کیڑا چلنا شروع کر دے تو اسے کبھی اپنے سفر کی کوئی منزل یا کوئی انتہا نظر نہیں آئے گی۔ کائنات بھی اسی غبارے کی طرح محدود بھی ہے اور لامحدود بھی آپ کہیں گے کہ یہ بات تو ہر گول چیز کے متعلق کہی جا سکتی ہے اگر ہم زمین پر چلنا شروع کر دیں تو ہم بھی کسی کنارے پر نہیں پہنچیں گے۔ اور جہاں سے چلے تھے وہاں آ نکلیں گے۔ لیکن کائنات کے ذیل میں یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ کائنات اتنی تیزی سے پھیل رہی ہے کہ اس کے گرد گھومنا شروع بھی کریں تب بھی اسے پورا کر کے واپس اپنی جگہ نہیں پہنچ سکتے ہم اپنی نہایت قوی دوربینوں سے کائنات میں جتنا گہرا اترتے ہیں ستارے ہم سے اتنا ہی دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم جتنے فاصلے پر کوئی نیا ستارہ ڈھونڈتے ہیں اس کی رفتار فرار اتنی ہی زیادہ نکلتی ہے۔ جب فاصلہ زیادہ ہوتا ہے تو ستاروں کے بھاگنے کی رفتار وہی ہو جاتی ہے جو خود روشنی کی ہے یعنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ۔ ظاہر ہے کہ ہم کسی بھی ایسی شے کو نہیں دیکھ سکتے جو روشنی کی رفتار سے ہم سے گریز کر رہی ہو۔ ہمارے لئے تو ایسے ستاروں کا عدم وجود برابر ہے لیکن فطری طور پر ہم ان کے وجود کے قائل ہیں اور انگشت بدنداں ہیں کہ پتہ نہیں کائنات کے پھیلنے کی حد بھی کوئی ہے یا نہیں۔

آخر میں اس مجموعہ نجوم کی کیفیت سن لیجئے جس میں ہم خود رہتے ہیں یعنی کہکشاں یہ بھی اپنی جگہ ایک نظام ہے اور ہمارا سورج اس نظام کا ایک ادنیٰ کارکن ہے آپ نے اکثر آسمان کے بیچوں بیچ یہ چوڑا دودھیا راستہ دیکھا ہو گا۔ چونکہ اس نظام میں کروڑوں اربوں ستارے شامل ہیں اور فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ دھندلے نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ مجموعہ دودھیا نظر آتا ہے۔ دوربین کے بغیر ان ستاروں کو الگ الگ دیکھنا ممکن نہیں۔ ہیئت داں کہتے ہیں کہ کہکشاں کی شکل پہیئے جیسی ہے۔ بلکہ وہ موٹے بسکٹ یا بن سے مشابہ ہے۔ یعنی کنارے پتلے اور درمیانی حصہ ذرا موٹا۔ ہمارا سورج اس نظام کے بالکل اندر واقع نہیں۔ بلکہ کنارے کے قریب واقع ہے۔ مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نظام ایک پہیئے کی طرح مستقل طور پر گردان رہتا ہے۔ ایک چکر پورا کرنے میں اسے تقریباً ۲۰ کروڑ سال کا عرصہ لگتا ہے۔ کہکشاں کی وسعت کا اندازہ آپ کو اس حقیقت سے ہو سکتا ہے کہ ہمارا سورج اس کے کنارے پر رہتے ہوئے کائنات میں تقریباً دس لاکھ میل فی گھنٹہ کی عظیم رفتار سے محو پرواز ہے ورنہ وہ اپنا توازن کھو بیٹھے۔ نظام شمسی میں جو نو سیارے شامل ہیں (جن میں ہماری زمین ایک ہے) وہ سب سورج کے ساتھ دوڑ رہے ہیں یہ حرکت ان دونوں گردشوں کے علاوہ ہے جو زمین اپنے محور پر اور سورج کے چاروں طرف انجام دیتی ہے اور جس سے دن رات اور موسم بدلتے ہیں۔

کہکشاں کے ستارے یوں تو ایک دوسرے سے بے حد قریب نظر آتے ہیں لیکن وہ درحقیقت اتنے اور دور ہیں کہ اگر ہم ان میں سے کسی ایک پر آباد ہوتے تو یہ بھی ستارے آسمان پر اتنے ہی فاصلے پر نظر آتے جیسے زمین سے نظر آتے ہیں سورج ہم سے نو کروڑ تیس لاکھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اس کی روشنی کو ہم تک آنے میں تقریباً ۸ منٹ لگتے ہیں جب کہ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ خاکسار بیمار رہتا ہے بعض دنیوی مشکلات بھی درپیش ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ اور مشکلات دور کرے۔

(حبیب اللہ سکدار۔ نرائن گنج مشرقی پاکستان)

۲۔ خاکسار کا لڑکا سعادت احمد بعمر دو نے دو سال بعارضہ شدید بخار سخت بیمار ہے احباب کرام سے شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(غلام محمد حق معلم وقف جدید جماعت احمدیہ نوشہرہ ورکاں)

۳۔ خاکسار کی بیوی بہت بیمار رہی ہے اب نسبتاً آرام ہے مگر کمزوری بہت ہے احباب جماعت سے صحت کاملہ کے لئے درخواست دُعا ہے۔

(سعید احمد ڈسپنسر میڈیکل ہسپتال ٹھٹھہ رو۔ سندھ)

۴۔ میرے والد چوہدری سید احمد صاحب ابہت بیمار ہیں۔ احباب کرام جماعت سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ (رشید احمد کریانہ سٹور گوجرانوالہ)

استغفار کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کن معنوں میں استعمال ہوا ہے

سورۃ النصر میں آپ کو اپنی ذات کے لئے نہیں اپنی امت کے لوگوں کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سورۃ النصر کی آیت فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ کونسے معنے ہیں جن کو ادا کرنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استغفار کا لفظ استعمال ہوا ہے سو جاننا چاہیئے کہ زیر تفسیر سورۃ کی ابتدائی دو آیات میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی مسلمانوں کی نصرت کا سلسلہ جاری رہے گا اور فتوحات کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور قومیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح برکت پائیں گی جس طرح آپ کی زندگی میں لوگوں نے برکت پائی تھی۔ گویا ان آیات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تھا کہ آئندہ زمانہ میں ہزاروں ہزار لوگ اسلام میں ایک وقت میں داخل ہوا کریں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی قوم کو فتح حاصل ہوتی ہے اور مفتوح قوم کے ساتھ فاتح قوم کے تعلقات قائم ہوتے ہیں تو ان میں جہاں خوبیاں ہوتی ہیں وہاں برائیاں بھی ہوتی ہیں وہ فاتح قوم میں بھی آنی شروع ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ فاتح قوم جن ملکوں سے گزرتی ہے ان کے عیش و عشرت کے جذبات اپنے اندر لے لیتی ہے اور چونکہ عظیم الشان فتوحات کے بعد اس قدر آبادی کے ساتھ فاتح قوم کا تعلق ہوتا ہے جو فاتح سے بھی تعداد میں زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس کو فوراً تعلیم دینا اور اپنی سطح پر لانا مشکل ہوتا ہے اور جب فاتح قوم کے افراد مفتوح قوم میں ملتے ہیں تو بجائے اس کو اخلاقی طور پر نفع پہنچانے کے خود اس کے بداثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ رخنہ رخنہ نہایت خطرناک ہوتا ہے اور درحقیقت جس وقت کوئی قوم ترقی کرتی اور کثرت سے پھیلتی ہے وہی زمانہ اس کے تنزل اور انحطاط کا بھی ہوتا ہے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان فتوحات کی خبر کو معلوم کر کے طبعی طور پر متفکر ہو سکتے تھے کہ ان فتوحات کے ساتھ ساتھ کہیں مسلمانوں میں انحطاط تو شروع نہ ہو جائے گا۔ اور وہ لوگ جو اسلام میں نئے داخل ہوں گے ان کی پوری طرح تربیت کا کیا سامان ہو گا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کامل استاد اور نفوس کا تزکیہ کرنے والا اور کامل راہنما ان کو میسر نہ ہو گا۔ پس ان خیالات کے جواب کے طور پر اللہ تعالےٰ نے استغفرہ کے الفاظ نازل فرمائے اور بتایا کہ اے محمد رسول اللہ! جب تک آپ دُنیا میں رہے آپ نے اپنی ذمہ داری کو ادا کیا اور تربیت اور تزکیہ نفوس کا کام کرتے رہے لیکن جب آپ ہمارے پاس آ جائیں گے تو آپ کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی اور اللہ تعالےٰ خود امت محمدیہ کا کفیل ہو جائے گا ایسی صورت میں آپ کو فکر کی کیا ضرورت ہے ہاں آپ وہ کام کریں جو آپ کی استطاعت میں ہے اور وہ یہ کہ آپ دعاؤں میں لگ جائیں اور اللہ تعالےٰ سے التجا کریں کہ وہ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی حفاظت کرے اور ان کی نصرت کرتا رہے بلکہ اسلام میں نئے داخل ہونے والوں کی بھی خود ہی تربیت کا سامان کرے اور ایسی صورت پیدا کر دے کہ تمام مسلمان ٹھوکر اور غلطیوں سے بچتے رہیں۔ اور اگر کبھی کوئی رخنہ پیدا بھی ہو تو اس کی اصلاح کا سامان خدا تعالےٰ پیدا کرتا رہے۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے لئے استغفار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ اپنی امت کے لوگوں کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے آپ دعا کریں کہ وہ آپ کی امت کی حفاظت فرمائے اور ان میں کوئی روحانی طور پر رخنہ نہ پڑے اور اگر کوئی خرابی پیدا ہو تو اس کی اصلاح کا سامان پیدا ہو جائے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ النصر ۱۰۲ تا ۱۰۴)

اخبار احمدیہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

ربوہ ۴ ؍ ظہور۔ محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ بیگم محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ علاج شروع ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کر رہے ہیں۔ درمیان میں آپ ہی کے مشورہ سے پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر خان صاحب کو لاہور سے بلوایا گیا تھا انہوں نے معائنہ کے بعد آپ کے علاج سے اتفاق کرتے ہوئے بعض اور دوائیں بھی تجویز کیں۔ گزشتہ رات کچھ وقت کے لئے طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی دو تین روز سے بخار بھی ہے مرض کی علامات میں معتد بہ فرق نہیں پڑ رہا۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے محترمہ صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور درازی عمر عطا کرے۔ آمین۔

ربوہ ۴ ؍ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی طبیعت اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ احباب جماعت آپ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے لئے درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

عزیز عبدالحمید صاحب ابن مولوی نور محمد صاحب پنشنر کا کراچی میں عجبہ کے روز دل کا اپریشن تجویز ہوا تھا۔ احباب سے درخواست ہے کہ عزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپریشن کے بعد کے بداثرات سے عزیز کو ہر طرح محفوظ رکھے۔ جزاکم اللہ۔

(احمد خان نسیم۔ ربوہ)

---

(۱) خاکسار کی نواسی عزیزہ خدیجہ فرحت سلمہا۔ ملتان چھاؤنی میں ایک چھوٹی سی دیوار سے گر کر جس کی وجہ بازو میں ضرب آئی ہے اور بازو کا جوڑ ہل گیا ہے اس کی کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے نیز (۲) پسرم ایس اے وہاب سلمہ اسسٹنٹ الیکشن کمشنر لاہور چند یوم سے پھر دل کی تکلیف سے بیمار ہیں بزرگان و احباب کرام ہر دو کی کامل و عاجل شفایابی و بحالی صحت کے لئے درخواست دعا ہے (شیخ عبدالرحمٰن [illegible] ربوہ)

اعلان نکاح

۲ ؍ ماہ ظہور ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲ ؍ اگست ۱۹۶۹ء بعد نماز عشاء مسجد دارالبرکات ربوہ میں محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اصلاح و ارشاد نے مکرم بدر سلطان صاحب اختر انسپکٹر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صاحبزادی عزیزہ منصورہ بدر سلمہا کا نکاح عزیز محمد راشد سلمہ ابن محترم حکیم عبدالکریم صاحب بھٹی جھنگ صدر کے ساتھ مبلغ چھ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ اعلان نکاح سے قبل آپ نے ایک پُر معارف خطبہ میں اسلامی احکام کے مطابق نہایت درجہ کامیاب ازدواجی زندگی گزارنے کے بارہ میں تقویٰ کی بنیادی اہمیت پر نہایت عمدہ پیرایہ میں روشنی ڈالی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دین و دنیا میں ظاہر باطن ہر حال اور مستقبل میں ہر لحاظ سے نہایت درجہ مبارک کرے اور اسے اپنے فضل سے مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ربوہ میں بجلی کی رو میں بے قاعدگی

ربوہ ۴ ؍ اگست۔ مورخہ ۲ ؍ اگست ہفتہ کے روز یہاں علی الصبح سے پونے آٹھ بجے تک مسلسل بجلی کی رو بند رہی۔ اس کے بعد سے دن اور رات کے مختلف اوقات میں تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے بجلی کی رو بند ہونے کا سلسلہ جاری ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲